OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

قرآن اور احادیث نبویہ کی روشنی میں رازداری کی اخفاوافشا کی حکمتوں کا تحقیقی جائزہ

"A research review of the reasons and wisdom for keeping secrets private or disclosing them, based on the teachings of the Qur'an and Hadith."

Mr. BILAL HUSSAIN
Lecturer of Islamic Studies, KUST
bilalhussain@kust.edu.pk
Dr. QAISAR BILAL
Assistant Professor of Islamic Studies KUST
qaisarbilal@kust.edu.pk
Dr. FARHAD ULLAH
Assistant Professor of Islamic Studies KUST
dr.farhadullah@kust.edu.pk

Abstract:

Islam is a complete way of life that provides guidance for every aspect of human life, both individual and social. One of these important aspects is confidentiality, which is essential for protecting human dignity, respect, and mutual trust. In today's world, where access to information has become very easy, protecting people's private information has become a major ethical and social challenge. Islam clearly emphasized the importance of confidentiality long ago and instructed people to respect it.
Confidentiality means not sharing a person's private information, secrets, or personal matters with others without permission. The Qur'an and the teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him) strongly emphasize this principle to maintain trust, respect, and peace in society. Islam not only teaches the protection of others' secrets but also discourages spying, backbiting, and sharing information without consent. This study will simply explain the importance of confidentiality in the light of the Qur'an and Hadith, along with its principles and its impact on society.
Keywords: Confidentiality, Qur'an , Hadith , Human dignity, Wisdom , Secrets private , Disclosing

رازداری کا تعارف:

انسانی معاشرہ ایک دوسرے پر اعتماد، عزت اور ذمہ داری کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے، اور رازداری بھی ان اہم اصولوں میں سے ایک ہے۔ رازداری کا تصور نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کے تحفظ سے متعلق ہے ، یہ نہ صرف معاشرے میں نظم وضبط قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ ایمانداری، ذمہ داری اور اچھے اخلاق کو بھی فروغ دیتا ہے۔ ہر مہذب معاشرہ افراد کے نجی معاملات کو محفوظ رکھنے کو ضروری سمجھتا ہے، تاکہ اعتماد اور اطمینان کی فضا برقرار رہے۔ یوں رازداری ایک اخلاقی، سماجی اور پیشہ ورانہ ذمہ داری ہے جو نہ صرف انسان کی عزت اور احترام کی حفاظت کرتی ہے بلکہ معاشرے میں اعتماد اور انصاف کو مضبوط بنانے میں بھی مدد دیتی ہے۔ صالح ملوحی سر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

السِّرُّ فِي اللُّغَة. اسْمٌ لِمَا يُسِرُّ بِهِ الإِنْسَانُ، أَيْ يَكْتُمُهُ. وَهُوَ مَأْخُوذٌ مِنْ مَادَةِ (س ر ر) الَّتِي تَدُلُّ عَلَى إِخْفَاءِ الشَّيْءِ، وَمِنْ ذٰلِكَ السِّرُّ: خِلَافُ الإِعْلَانِ. يُقَالُ.أَسْرَرْتُ الشَّيْءَ إِسْرَارًا، خِلَافَ مَا أَعْلَنْتُهُ۔[1]

"لغت میں "سِرّ" اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسان چھپاتا ہے، یعنی اسے پوشیدہ رکھتا ہے۔ یہ لفظ مادہ (س ر ر) سے لیا گیا ہے جو کسی چیز کو چھپانے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی سے "سرّ" بنا ہے، جو اعلان (ظاہر کرنے) کی ضد ہے۔ کہا جاتا ہے: میں نے اس چیز کو چھپایا (اسرار کیا)، اس کے

CC BY

برعکس جو میں نے ظاہر کیا۔"راز کے لئے عربی میں لفظ " سِرّ "کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اور اس کا لغوی معنی ہے پوشیدہ، جیسا کہ علامہ مناویؒ لفظِ سر کا معنی لکھتے ہیں:

السِّرُّ ما أَخْفَيْتَ، وجمعُه أَسْرَارٌ-[2]

"سر اسے کہا جاتا ہے جس کو آپ چھپاتے ہیں، اس کی جمع اسرار ہے۔"

ابن منظور افریقیؒ لفظ سر کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

السِّرُّ: الحَدِيثُ المكْتَتَمُ في النَّفْسِ-[3]

سر دل میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق دوسروں کے راز کی حفاظت کی اہمیت:

قرآن مجید میں دوسروں کے راز کی حفاظت کی اہمیت کو اللہ رب العزت نے مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ رازداری ایک امانت ہے۔ امانت چاہے کسی ایک شخص کی ہو یا پوری جماعت کی، اس میں خیانت کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو اپنی خفیہ بات بتاتا ہے تو وہ بات اس کے پاس امانت بن جاتی ہے اور اسے دوسروں تک پہنچانا درست نہیں۔ اس کو آگے بیان کرنا منع ہے۔ صالح ملوحی لکھتا ہے:

وَرَدَ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ كُلٌّ مِّنْ لَفْظى السِّرِّ وَ الْكِلْمَانِ" عَلَى حَدَّتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا لَمْ يَرِدَا مَعًا بِهَذِهِ الصِيغَةِ كِتْمَانُ السِّرِّ أَنَّ الْمَعْنَى الْمَقْصَدَ بِكِلْمَانِ السِّرِّ قَدْ وَرَدَ فِي آيَاتِ عَدِيدَةٍ لِانْدِرَاجِ هَذِهِ الصِّفَةِ فِي كُلِّ مِّنَ الْآمَانَةِ وَ الْوَفَاءِ مِنْ جِهَةٍ وَالْوَقَارِ مَنْ جِهَةٍ أُخْرَىوَذَلِكَ أَنَّ نَقِيضَ هَذِهِ الصِّفَةِ هُوَ إِفْشَاءُ السِّرِّ. [4]

قرآنِ مجید میں راز اور پوشیدہ بات کے لیے "سِر" اور "کتمان" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگرچہ "کتمان السر" کی اصطلاح براہِ راست نہیں آئی، لیکن اس کا مفہوم مختلف آیات میں موجود ہے۔ راز کو چھپانا ایک اچھی صفت ہے کیونکہ یہ امانت داری، وفاداری اور باوقار کردار کی علامت ہے، جبکہ راز کو ظاہر کرنا اس کے برعکس عمل ہے۔

راز کی حفاظت و حکمت:

تحفظ ملک وملت اور تحفظ املاک واسباب میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ اچھی طرح یقین کر لیا جائے کہ جو افراد دفاع ملک وملت پر مامور کئے گئے ہیں وہ ملک وملت کے وفادار ہوں اور اسلام پر پوری طرح یقین رکھتے ہوں۔ بصورت دیگر ان کے ایمان وایقان میں اگر کوئی خامی ہے یا وہ قوم وملت کے پوری طرح وفادار نہیں، ورنہ یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں یا ملک کے خفیہ راز دوسروں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نہایت واضح الفاظ میں ہدایت فرمائی ہے:

وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ-[5]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے درمیان ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کے لیے تمہاری باتیں سنتے اور انہیں پہنچاتے ہیں، اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے واقعے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ ان کے درمیان ایسے افراد موجود ہیں جو جاسوسی کرتے ہیں اور

مسلمانوں کی باتیں دشمنوں تک پہنچاتے ہیں۔اس لیے ایسے لوگوں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔

اس آیت میں "سَمّٰعُونَ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو جاسوسی کرتے ہیں یا چھپ کر باتیں سن کر دوسروں تک پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ذریعے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ دشمنوں، منافقوں اور فساد پھیلانے والے لوگوں سے ہوشیار رہیں۔

اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی ذاتی اور اہم باتیں ہر کسی کو نہیں بتانی چاہئیں، بلکہ سمجھداری اور احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ کوئی ہماری بات کا غلط فائدہ نہ اٹھا سکے۔چاہے ہم گھر میں ہوں، سفر میں ہوں یا کسی مجلس میں۔اس طرح ہمارے راز دشمنوں یا غلط لوگوں تک نہیں پہنچیں گے اور بے بنیاد افواہوں کے پھیلنے کو بھی روکا جا سکے گا۔

امام ابوالحسن علی بن محمد الماوردی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں... :

وَفِيكُمْ عُيُونٌ مِّنْهُمْ يَنقُلُونَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ أَخْبَارَكُمْ.[6]

تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو جاسوسی کرتے ہیں اور تمہاری باتیں مشرکوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

"حافظ ابنِ کثیرؒ کی تفسیر کے مطابق اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ "...

وَمِنْ هَذَا يُؤْخَذُ الْأَمْرُ بِكِتْمَانِ النِّعْمَةِ حَتَّى يُوجَدُ وَيَظْهَرُ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ.[7]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نعمت، کامیابی یا اہم کام کو مکمل ہونے تک پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔اسی بات کی تائید ایک حدیثِ مبارک سے بھی ہوتی ہے۔

علامہ محمود آلوسیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں... :

وَاسْتَدَلَّ بِالْآيَةِ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِإِسْرَارِ بَعْضَ الْحَدِيثِ إِلَى مَنْ يَرْكَنُ إِلَيْهِ مِنْ زَوْجَةٍ أَوْ صَدِيقٍ وَأَنَّهُ يَلْزَمُهُ كَتمَهُ.[8]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ایسی بات یا راز، جو کسی قابلِ اعتماد شخص جیسے بیوی یا مخلص دوست کو بتایا جائے، بتانا جائز ہے۔لیکن جسے راز بتایا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے دوسروں سے چھپا کر رکھے اور امانت داری کا مظاہرہ کرے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے محتاط رہیں جو بغیر تحقیق کے ہر بات پر یقین کر لیتے ہیں اور جھوٹی باتوں یا افواہوں سے آسانی سے متاثر ہو جاتے ہیں۔[9]

اس آیت کا مقصد اسلام کے خلاف فساد اور فتنے برپا کرنے کی قباحت کا اظہار ہے۔[10]

بعض راز افشا کرنا گناہ کا سبب بنتا ہے:۔

انسانی زندگی میں رازداری کو بڑی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ باہمی اعتماد اور مضبوط تعلقات کا انحصار اسی پر ہوتا ہے۔اسلام نے بھی لوگوں کے رازوں کی حفاظت کو ایک اعلیٰ اخلاقی صفت اور امانت داری کا تقاضا قرار دیا ہے۔کسی کے راز کو بلاوجہ ظاہر کرنا نہ صرف اعتماد کو مجروح کرتا ہے بلکہ بعض اوقات معاشرتی بگاڑ اور گناہ کا سبب بھی بنتا ہے۔اسی لیے اسلام نے رازداری اور افشائے راز کے بارے میں واضح اصول بیان کیے ہیں تاکہ فرد اور معاشرہ دونوں کے حقوق محفوظ رہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ "[11]

اللہ رب العزت نے سورۃ التحریم میں فرماتے ہیں کہ نبی آخر الزمان نے اپنی ایک زوجۂ مطہرہ کو ایک بات راز اور امانت کے طور پر بتائی۔ لیکن وہ بات بعد میں دوسری زوجہ تک پہنچ گئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے نبی آخر الزمان کو اس بات کی خبر دی۔ جب آخر الزمان نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو زوجہ مطہرہ نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو اس راز کے ظاہر ہونے کا علم کس نے دیا؟ نبی آخر الزمان نے جواب دیا کہ مجھے اس عالی شان ذات نے باخبر کیا ہے ہر چیز کو جانتا بھی ہے اور ہر راز سے خبر دار بھی ہے۔

حقیقت میں یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کا علم کامل اور ہر چیز پر محیط ہے۔ کوئی بات خواہ کھلے عام کہی جائے یا پوشیدہ رکھی جائے، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح واقف ہوتا ہے۔ وہ دلوں کے بھید، نیتوں اور رازوں تک کو جانتا ہے، اس لئے کوئی چیز اس سے راز میں نہیں رہ سکتی۔

اس واقعے سے نبی آخر الزمان کے اعلیٰ اخلاق بھی واضح ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے تمام تفصیلات بیان کرنے کے بجائے صرف اتنی بات ذکر فرمائی جتنی ضرورت تھی اور بعض امور سے درگزر کیا۔ اس سے آپ ﷺ کی بردباری، حکمت، شفقت اور حسنِ معاشرت رونما ہوتا ہے۔ نبی آخر الزمان لوگوں کی اصلاح فرماتے تھے لیکن ان کی دل آزاری سے حتیٰ الامکان بچتے تھے۔

اس آیت سے مسلمانوں کو کئی اہم اخلاقی تعلیمات ملتی ہیں۔ سب سے اہم سبق یہ ہے کہ کسی کا راز محفوظ رکھنا ایک امانت ہے، جسے بلا ضرورت دوسروں تک پہنچانا درست نہیں۔ اس کے ساتھ یہ یقین بھی مضبوط ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اعمال، اقوال اور نیتوں سے باخبر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی گفتگو، اپنے رویّے اور اپنے معاملات میں سچائی، دیانت داری اور ذمہ داری اختیار کرنی چاہیے۔ جب انسان یہ احساس رکھتا ہے کہ اللہ جل جلالہ سمیع بھی ہے اور خبیر بھی، تو وہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کے راستے پر چلنے کی زیادہ کوشش کرتا ہے۔

بعض راز ظاہر کرنے کی وجوہات:۔

عام طور پر راز کی حفاظت کو ایک پسندیدہ اور ضروری عمل سمجھا جاتا ہے، لیکن بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن میں کسی راز کو ظاہر کرنا مصلحت، انصاف اور اجتماعی بھلائی کا تقاضا بن جاتا ہے۔ اگر کسی راز کو پوشیدہ رکھنے سے کسی فرد، معاشرے یا ریاست کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا کسی ظلم، جرم یا فساد کو روکنا مقصود ہو، تو اس صورت میں راز کا افشا کرنا جائز بلکہ ضروری بھی ہو سکتا ہے۔ اسلام نے رازداری کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ان مواقع کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں بڑے مفاد کے حصول یا بڑے نقصان سے بچاؤ کے لیے بعض رازوں کو ظاہر کرنا حکمت اور دانش مندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی تناظر میں بعض راز فاش کرنے کی حکمت کے بارے میں محمد بن یوسف فرماتے ہیں:

مکہ کے سرکردہ مشرکین ایک اہم مشاورت کے لیے اکٹھے ہوئے تاکہ رسول آخر الزمان کی دعوت حق کا مقابلہ کے لیے کوئی مؤثر حکمتِ عملی اختیار کی جا سکے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور لوگوں کے تیزی سے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے نے انہیں شدید تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر اس دعوت کو نہ روکا گیا تو ان کا اثر و رسوخ کمزور پڑ جائے گا۔

اجلاس میں مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔ بعض افراد کی رائے تھی کہ نبی آخر الزمان کو گرفتار کر کے محدود کر دیا جائے تاکہ آپ اپنی دعوتی سرگرمیاں جاری نہ رکھ سکیں۔ کچھ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ کو مکہ سے جلاوطن کر دیا جائے تاکہ آپ لوگوں سے رابطہ نہ رکھ سکیں۔ تاہم ان تجاویز پر مکمل اتفاق نہ ہو سکا۔

اسی دوران ابو جہل نے ایک سخت اور خطرناک منصوبہ پیش کیا۔ اس نے کہا کہ مختلف قبائل کے منتخب نوجوانوں کو ایک ساتھ اس کام کے لیے تیار کیا جائے اور سب مل کر نبی آخر الزمان پر حملہ کریں۔ تاکہ اس صورت میں ذمہ داری کسی ایک قبیلے پر عائد نہیں ہوگی اور بنو ہاشم کے لیے سب قبائل سے بیک وقت بدلہ لینا ممکن نہ رہے گا۔

اس تجویز کو حاضرین نے پسند کیا اور بالآخر اسی منصوبے پر اتفاق کر لیا گیا۔ انہوں نے طے کیا کہ مناسب وقت پر رسول آخر الزمان کے گھر کا محاصرہ کر کے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ چونکہ اللہ جل جلالہ اپنے نبی کا محافظ تھا۔ اس نے اپنے رسول کو دشمنوں کی اس خفیہ تدبیر سے باخبر کر دیا اور یوں ان کی پوری سازش ناکام ہو گئی۔ جو لوگ اسلام کو مٹانے کا خواب دیکھ رہے تھے، ان کی تمام تدبیریں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے سامنے بے اثر ثابت ہوئیں، اور نبی آخر الزمان اللہ کی حفاظت میں محفوظ رہے۔[12]

رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کو مشرکین مکہ کے اس میٹنگ سے آگاہ کر دیا اور ان کے تمام تر منصوبے اور راز اپنے محبوب ﷺ پر ظاہر کر دیئے چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ- أَوْ يَقْتُلُوكَ- أَوْ يُخْرِجُوكَ- وَ يَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ- وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِينَ۔[13]

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کو ایک ایسے وقت کی یاددلائی جب مکہ کے مخالفین آپ کے خلاف مختلف خفیہ منصوبے تیار کر رہے تھے۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے دعوتِ اسلام کو روکنا چاہتے تھے، اس لیے کبھی آپ ﷺ کو قید کرنے کا سوچتے، کبھی وطن سے نکالنے کی بات کرتے اور کبھی جان کے درپے ہونے کے منصوبے بناتے۔ اس مقصد کے لیے وہ باہمی مشوروں اور خفیہ تدبیروں میں مصروف رہتے تھے۔

مگر دشمنوں کی تمام کوششیں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے بے اثر ثابت ہوئیں۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب آخر الزمان کو ان کے ارادوں سے پہلے خبردار کیا تھا اور ایسی راہیں پیدا کیں جن کے ذریعے آپ ﷺ ہر خطرے سے محفوظ رہے۔ مخالفین نے اپنی طاقت اور تدبیروں پر بھروسا کیا، لیکن وہ اپنے منصوبوں کو کامیابی تک نہ پہنچا سکے۔

یہ واقعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں، خصوصاً اپنے انبیاء علیہم السلام کی حفاظت پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ جب وہ کسی کی مدد اور حفاظت کا فیصلہ فرمالے تو بڑی سے بڑی سازش اور طاقت بھی اس کے ارادے کو بدل نہیں سکتی۔ اس میں اہلِ ایمان کے لیے یہ سبق بھی ہے کہ مشکلات اور مخالفتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنا چاہیے، کیونکہ حقیقی تدبیر اور کامیابی اسی کے اختیار میں ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے بعض یہودیوں کی ایک خفیہ سازش بھی ظاہر کر دی۔ وہ اپنے چند لوگوں کو اس مقصد کے لیے تیار کرتے تھے کہ وہ بظاہر اسلام قبول کر لیں اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ پھر شام کے وقت اسلام سے انکار کر دیں۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہو کہ اگر اسلام سچا دین ہوتا تو یہ لوگ اسے چھوڑتے نہ۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے دلوں میں شک پیدا کرنا چاہتے تھے۔ چند بار ایسا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش سب کے سامنے ظاہر کر دی اور مسلمانوں کو اس سے باخبر کر دیا۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔[14]

"یہودی اور عیسائی" کے بعض لوگوں نے آپس میں کہا کہ دن کے آغاز میں (صبح کے وقت) اس کتاب اور دین پر ایمان لانے کا اظہار کرو جو مسلمانوں پر نازل کیا گیا ہے۔ اور شام کو اس کا انکار کر دو اس ترکیب سے یہ ایمان سے پھر جائیں گے۔ سورۃ التوبہ میں رب ذوالجلال کا ایک ارشاد

یہ بھی موجود ہے فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُوْلِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيْجَةً وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔[15]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہیں بغیر امتحان کے چھوڑ دیا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون اس کی راہ میں محنت اور کوشش کرتا ہے اور کون سچے دل سے اس پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ یہ بھی دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف آزمائشوں اور حالات سے گزارتا ہے تاکہ ان کے ایمان، اخلاص اور کردار کی حقیقت نمایاں ہو جائے۔ ان امتحانات کے ذریعے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کون اللہ جل جلالہ، اس کے نبی آخر الزمان اور اہلِ ایمان کے ساتھ سچی وفاداری رکھتا ہے اور کون امانتوں اور رازوں کی حفاظت کا حق ادا کرتا ہے۔ اس طرح آزمائشیں مخلص اور ثابت قدم لوگوں کو دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہیں، اور یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ کون اپنے دعوائے ایمان میں سچا ہے اور کون محض زبانی دعووں تک محدود ہے۔ اور کون کمزور ایمان والا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کے حال، نیت اور ہر کام کو خوب جانتا ہے، اور اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے

جو لوگ اللہ کے دین کے لیے قربانی دیتے ہیں اور دین کے راز اور مسلمانوں کے معاملات غیر مسلموں کے سامنے ظاہر نہیں کرتے، وہ اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے ظاہر اور پوشیدہ اعمال سے پوری طرح واقف ہے۔

ولیجہ کا معنی ہے۔ گہرا دوست اور راز دار۔

وَالْوَلِيجَةُ وَهِيَ الْبِطَانَةُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَتَّخِذُوْنَهُمْ وَيَفْشُونَ إِلَيْهِمْ أَسْرَارَهُمْ.[16]

"ولیجہ" سے مراد ایسے غیر مسلم یا مشرک لوگوں کو اپنا راز دار بنانا ہے جنہیں مسلمانوں کی خفیہ باتیں اور اندرونی معاملات بتائے جائیں۔

علامہ وہبہ زحیلیؒ کے مطابق یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جو مسلمانوں کے راز دشمنوں کو بتاتے ہیں یا ان سے خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَّخِذُ بِطَانَةً أَوْ وَلِيجَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِأَسْرَارِ الْمُسْلِمِينَ وَيُعْلِمُهُمْ بِأُمُورِهِمْ- فَلَيْسَ كُلُّ مُجَاهِدٍ مُخْلَصاً.[17]

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مشرکوں یا دشمنوں میں سے کسی کو اپنا قریبی دوست اور راز دار بناتا ہے اور اسے مسلمانوں کی خفیہ باتیں یا اہم معاملات بتاتا ہے، وہ درست کام نہیں کرتا۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ہو، ضروری نہیں کہ وہ پوری طرح مخلص بھی ہو۔

"ولیجہ" کا مطلب قریبی دوست اور راز دار ہے۔ یہ لفظ ایسے شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو دوستی کی وجہ سے اپنے لوگوں کے راز دوسروں کو بتا دے۔ دوستی اور قربت کی وجہ سے راز کے ظاہر ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، چاہے جان بوجھ کر ہو یا لاعلمی میں۔

اگر اہم راز دوسروں کو معلوم ہو جائیں تو قوم اور معاشرے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اچھے مومن وہ وہی لوگ حقیقی معنوں میں کامیاب اور مخلص ہوتے ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان کے ساتھ اپنی وابستگی اور وفاداری قائم رکھتے ہیں۔ وہ اپنے عقیدے، کردار اور عمل کے ذریعے ثابت کرتے ہیں کہ ان کی محبت اور اطاعت خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ ایسے افراد امانت داری، دیانت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آزمائشوں کے باوجود حق کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچے ایمان والے شمار ہوتے ہیں۔ اور ان کی خفیہ باتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ وہ راز کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسروں کو نہیں بتاتے۔

آیت کا اصل پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کی کیفیت، اس کے اخلاص، نفاق، اچھے یا برے ارادوں اور اعمال کو خوب جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو آزمائش میں ڈال کر ظاہر کرتا ہے کہ کون سچا اور مخلص ہے اور کون نہیں۔ اس لیے انسان کو اپنے تعلقات اور رازوں کے معاملے میں بہت محتاط رہنا چاہیے، ورنہ بڑے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔[18]

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنا قریبی رازدار نہ بنائیں اور نہ ہی اپنی خفیہ باتیں ان کے ساتھ شیئر کریں۔ البتہ ان کے ساتھ اچھا اخلاق، حسنِ سلوک اور انصاف کا برتاؤ کیا جا سکتا ہے، لیکن انہیں ایسا دوست نہیں بنانا چاہیے جس پر اپنے رازوں کا بھروسا کیا جائے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایمان والوں کو ضرور آزمائے گا تاکہ ان کے ایمان، اخلاص اور وفاداری کی حقیقت واضح ہو جائے۔

وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ خبردار ہے ان اعمال سے جو کچھ تم کرتے ہو۔

ان لوگوں کو رازداں بنانا اور دلی دوست رکھنا سمجھ سے بالاتر ہے کیوں کہ جب پتا چل گیا کہ یہ ہمارے خیر خواہ نہیں ہیں تو پھر ان کے ساتھ دوستی کا کیا مقصد؟ اس لئے محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں:

أي كَيْفَ تَتَّخِذُونَ دَخِيلَةً أَوْ بِطَانَةٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ تَفْشُوْنَ إِلَيْهِمْ بِأَسْرَارِكُمْ۔[19]

یعنی آپ کس طرح ان مشرک لوگوں کو رازداں اور دلی دوست بناتے ہیں حالاں کہ یہ لوگ آپ کے رازوں کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

ان لوگوں سے دوستی کرنے اور انہیں اپنا رازدار بنانے کا نقصان یہ ہے کہ اگر وہ آپ کا ایک بھی راز ظاہر کر دیں تو بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات صرف ایک راز کے افشا ہونے سے پوری منصوبہ بندی ناکام ہو جاتی ہے اور حالات الٹ جاتے ہیں۔ اسی لیے ایسے لوگوں سے گہری دوستی اور راز کی باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تعلیمات نبویہ میں حفاظت راز کی اہمیت:

احادیثِ نبوی میں رازداری اور امانت کی حفاظت کو نہایت اہم اخلاقی قدر تسلیم کیا گیا ہے۔ نبی آخر الزمان نے تعلیم دی کہ کسی مجلس میں ہونے والی گفتگو کو امانت سمجھا جائے اور بلا ضرورت اسے دوسروں تک نہ پہنچایا جائے۔ اسی طرح نبی آخر الزمان نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ دوسروں کی کمزوریوں، عیبوں اور نجی معاملات کو پوشیدہ رکھیں اور ایسی باتوں کو عام کرنے سے گریز کریں جو کسی کی عزت یا اعتماد کو نقصان پہنچا سکتی ہوں۔ ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام باہمی اعتماد، احترام اور امانت داری کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ راز کی حفاظت نہ صرف اچھے اخلاق کی علامت ہے بلکہ مضبوط اور پُرامن معاشرے کی بنیاد بھی ہے، جہاں لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کے ساتھ اپنے معاملات بیان کر سکیں۔ اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ دوسروں کے راز محفوظ رکھے اور امانت داری کا مظاہرہ کرے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ بھی رازداری، امانت داری اور وعدہ کی پاسداری کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں راز کی حفاظت کو ایمان کی تکمیل، معاشرتی استحکام اور انسانی تعلقات کے فروغ کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

اس تناظر میں احادیثِ نبویہ کی روشنی میں رازداری کی اہمیت کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اسلام فرد اور معاشرے دونوں کی بھلائی کے لیے راز کی حفاظت کو ایک بنیادی اخلاقی قدر کے طور پر پیش کرتا ہے، جس کی پابندی سے اعتماد، احترام اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔

رازداری کی اہمیت قولی احادیث کے ذریعے:

راز داری اسلام کی ایک بہت اچھی اور اہم صفت ہے۔ اس سے انسان کی عزت قائم رہتی ہے، لوگوں کا اعتماد بڑھتا ہے اور معاشرے میں امن و سکون رہتا ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ دوسروں کی ذاتی باتوں اور رازوں کی حفاظت کریں اور انہیں بلاوجہ کسی کو نہ بتائیں۔

نبی آخر الزمان نے اپنی قول اور فعل کے ذریعے راز داری کی اہمیت کو نمایاں فرمایا۔ آپ نے واضح کیا کہ لوگوں کے درمیان اعتماد اسی وقت برقرار رہتا ہے جب ایک شخص دوسرے کی امانت اور راز کی حفاظت کرے۔ اسی لیے مجلسوں میں ہونے والی گفتگو اور لوگوں کے نجی معاملات کو بلا ضرورت دوسروں تک پہنچانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر انسان دوسروں کی پوشیدہ باتیں عام کرنے لگے تو اس سے تعلقات میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، اعتماد مجروح ہوتا ہے اور معاشرے میں بدگمانی اور اختلافات جنم لیتے ہیں۔

اسلام کی نظر میں راز کی حفاظت محض ایک سماجی خوبی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے۔ جو شخص دوسروں کے اعتماد کو قائم رکھتا ہے اور ان کی نجی باتوں کی حفاظت کرتا ہے، وہ لوگوں کے نزدیک معتزز، دیانت دار اور قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس راز افشا کرنا امانت میں خیانت اور اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کا سبب بن سکتا ہے۔

اسلام امانت داری، وفاداری اور باہمی اعتماد کو مضبوط بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت مسلمانوں کو یہ پیغام دی گئی ہے کہ وہ اپنی اہم، حساس اور ذاتی باتیں ہر شخص کے سامنے بیان نہ کریں، بلکہ حکمت اور احتیاط سے کام لیں۔ راز داری انسان کو اپنے معاملات منظم رکھنے، غیر ضروری مشکلات سے بچنے اور اپنے مقاصد کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہے۔

نبی آخر الزمان کی زندگی میں راز داری اور امانت داری کے بہت سے خوبصورت نمونے ملتے ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی آخر الزمان نے انہیں ایک خاص بات بتائی اور ہدایت فرمائی کہ اسے کسی اور کو نہ بتائیں۔ حضرت انسؓ نے اس بات کو امانت سمجھا اور پوری زندگی اس راز کی حفاظت کی۔ انہوں نے کسی کے سامنے اسے ظاہر نہیں کیا۔

اِحْفَظْ سِرِّي تَكُنْ مُؤْمِنًا-[20]

"اے انسؓ! میرے راز کی حفاظت کرو، تم کامل مومن بن جاؤ گے۔"

یہ مختصر لیکن بہت اہم حدیث ہمیں راز داری کی اہمیت سکھاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا مسلمان وہ ہے جو دوسروں کے راز محفوظ رکھے اور بلا ضرورت کسی کی ذاتی بات دوسروں کو نہ بتائے۔

جب کوئی شخص راز ظاہر کرتا ہے تو لوگوں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے، تعلقات خراب ہو جاتے ہیں اور معاشرے میں جھگڑے اور اختلاف پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر لوگ ایک دوسرے کے راز محفوظ رکھیں تو محبت، اعتماد اور بھائی چارہ بڑھتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی سامنے آ جاتی ہے کہ ایمان کا مفہوم صرف عبادات کی ادائیگی تک محدود نہیں رکھنا چاہئے، بلکہ اس کا تعلق انسان کے کردار، رویّے اور اخلاق سے بھی گہرا ہے۔ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ امانت داری، سچائی، وفاداری اور دوسروں کے اعتماد کی حفاظت کرنا بھی ایمان کے اہم تقاضوں میں شامل ہیں۔ جو شخص لوگوں کے راز محفوظ رکھتا ہے اور ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاتا، وہ اسلامی اخلاق کی ایک بڑی صفت پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کامل مسلمان وہی ہے جو عبادات کے ساتھ اپنے معاملات اور اخلاق

میں بھی دیانت داری اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرے، کیونکہ حسنِ اخلاق اور امانت کی پاسداری ایمان کی خوبصورتی اور پختگی کی علامت ہیں۔ ایک سچا مسلمان وہی ہے جو لوگوں کا اعتماد قائم رکھے، ان کی باتوں اور رازوں کو محفوظ رکھے اور کسی کی ذاتی بات دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ جو شخص لوگوں کے راز محفوظ رکھتا ہے، وعدے پورے کرتا ہے اور دوسروں کا اعتماد قائم رکھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بندہ ہوتا ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم دوسروں کی عزت اور اعتماد کا خیال رکھیں اور کسی کی ذاتی بات بلاضرورت دوسروں کو نہ بتائیں۔ راز کی حفاظت کرنا، وعدہ پورا کرنا اور امانت ادا کرنا ایک اچھے مسلمان کی اہم صفات ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ دوسروں کے راز کو امانت سمجھے، اس کی حفاظت کرے اور اسے اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں بھی فرمایا:

'إِنَّمَا يَتَجَالَسُ الْمُتَجَالِسَانِ بِالْأَمَانَةِ- فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدِهِمَا- أَنْ يُفْشِيَ عَلَى صَاحِبِهِ مَا يَكْرَهُ'[21]

"دو آدمی جب آپس میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں تو ان کی مجلس امانت پر قائم ہوتی ہے، لہٰذا ان میں سے کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ساتھی کی ایسی بات دوسروں کو بتائے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔"

یہ حدیث اسلام میں رازداری، امانت داری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کوئی نجی بات، ذاتی معاملہ یا خفیہ معلومات کسی کے اعتماد پر بیان کرے تو اس کی حفاظت کرنا ایک اخلاقی اور شرعی ذمہ داری ہے۔ ایسی باتوں کو بلا اجازت دوسروں تک پہنچانا نہ صرف اعتماد کو مجروح کرتا ہے بلکہ امانت کے تقاضوں کے خلاف بھی ہے۔

اسلام انسانوں کے درمیان باہمی اعتماد، احترام اور خیر خواہی کو فروغ دیتا ہے۔ اسی لیے دوسروں کے رازوں، کمزوریوں اور ذاتی معاملات کو محفوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص لوگوں کے بھروسے کا خیال رکھتا ہے اور ان کی نجی معلومات کو افشا نہیں کرتا، وہ حسنِ اخلاق، دیانت داری اور امانت کی ایک اہم صفت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس کسی کے پوشیدہ معاملات کو بلاضرورت ظاہر کرنا تعلقات میں بداعتمادی، رنجش اور اختلافات کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسروں کے اعتماد کی حفاظت کرے اور ہر اس بات کو امانت سمجھے جو اسے راز کے طور پر بتائی گئی ہو۔

یہ حدیث ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ جب دو افراد کسی مجلس یا ملاقات میں بات چیت کرتے ہیں تو اصل اصول یہ ہے کہ ان کی گفتگو امانت سمجھی جائے، خصوصاً جب گفتگو نجی نوعیت کی ہو یا اس سے کسی کی عزت، وقار یا ذاتی معاملات وابستہ ہوں۔ اسی لئے نبی آخر الزمان فرماتے ہیں:

اَلْمَجَالِسُ بِالأَمَانَةِ- إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ- أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ- أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ-[22]

"جو باتیں لوگوں کی بیٹھک، ملاقات یا گفتگو میں ہوں، انہیں دوسروں تک نہیں پہنچانا چاہیے اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے، کیونکہ وہ ایک امانت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سوائے تین قسم کی مجلسوں کے: (1) ناحق کسی کا خون بہانے کی منصوبہ بندی، (2) حرام جنسی تعلق کے بارے میں مشورہ یا منصوبہ بندی، اور (3) کسی کا مال ناحق ہڑپ کرنے کی تدبیر۔"

یہ حدیث اسلام کے متوازن تصور رازداری کو بیان کرتی ہے۔ عام حالات میں لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو امانت شمار ہوتی ہے اور اسے دوسروں تک پہنچانا درست نہیں۔ تاہم اسلام رازداری کو مطلق اور غیر محدود حق نہیں بناتا، بلکہ جب کسی خفیہ گفتگو کا مقصد ظلم، گناہ یا کسی

کے حقوق پر حملہ ہو تو ایسی بات کو چھپانا ضروری نہیں رہتا۔ حدیث کے مطابق کہ اسلام لوگوں کے راز، عزت اور حقوق کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، تاکہ لوگوں کے درمیان اعتماد قائم رہے اور اچھے تعلقات برقرار رہیں۔۔ البتہ ایسے معاملات جن میں ظلم، جرم یا گناہ شامل ہو، انہیں چھپانا درست نہیں۔ چنانچہ جہاں راز کو پوشیدہ رکھنے سے کسی کی جان، عزت، مال یا معاشرے کے امن کو خطرہ لاحق ہو، وہاں مصلحتِ عامہ اور عدل کے تقاضے رازداری پر مقدم ہوں گے۔ اسی بنا نبی آخر الزمان نے امانت کی حفاظت اور دوسروں کے اعتماد کو قائم رکھنے کی بہت تاکید فرمائی۔ کہ جو بات کسی کے اعتماد کے ساتھ سپرد کی جائے، اس کی حفاظت کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ امانت صرف مال و دولت تک محدود نہیں بلکہ اس میں راز، ذاتی معلومات، مشورے اور وہ تمام معاملات بھی شامل ہیں جو کسی شخص نے بھروسا کرتے ہوئے دوسرے کے سپرد کیے ہوں۔ ایک سچا مسلمان وہ ہے جو دوسروں کے اعتماد کو برقرار رکھے، امانت میں خیانت نہ کرے اور ہر حال میں دیانت داری اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرے۔ یہی اوصاف معاشرے میں اعتماد، محبت اور باہمی احترام کو فروغ دیتے ہیں اور اسلامی اخلاق کی بہترین عکاسی کرتے ہیں۔:

مَنْ سَمِعَ مِنْ رَجُلٍ حَدِيثًا لَا يَشْتَهِي أَنْ يُذْكَرَ عَنْهُ، فَهُوَ أَمَانَةٌ، وَلَوْ لَمْ يَسْتَكْتِمْهُ۔[23]

ترجمہ: "جو شخص کسی آدمی سے ایسی بات سنے جسے وہ دوسروں کے سامنے بیان ہونا پسند نہ کرتا ہو، تو وہ بات امانت ہے، اگرچہ اس نے صراحت کے ساتھ اسے راز رکھنے کا نہ بھی کہا ہو۔"

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام میں امانت داری، راز داری اور دوسروں کے جذبات کا احترام بہت اہم ہے۔ تاکہ ہر بات کو الگ سے "یہ راز ہے" کہنا ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص اعتماد کے ساتھ کوئی ذاتی یا اہم بات بتائے تو اسے راز سمجھ کر محفوظ رکھنا چاہیے اور بلا ضرورت کسی دوسرے کو نہیں بتانا چاہیے۔ کہ اسے واضح طور پر خفیہ رکھنے کا کہا جائے، بلکہ اگر حالات سے معلوم ہو کہ کوئی شخص اپنی بات دوسروں تک پہنچانا نہیں چاہتا تو اس کی بات کو بھی امانت سمجھنا چاہیے۔ بہت سی ذاتی، خاندانی، مالی یا سماجی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں لوگ اعتماد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اگر سننے والا انہیں دوسروں تک پہنچا دے تو یہ اعتماد کو ٹھیس پہنچانے اور امانت میں خیانت کے مترادف ہوگا۔ یہ تعلیم معاشرے میں باہمی اعتماد، محبت اور احترام کو فروغ دیتی ہے جب لوگوں کو یقین ہو کہ ان کی ذاتی باتیں محفوظ رہیں گی تو ان کے درمیان اعتماد بڑھتا ہے، تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور معاشرے میں محبت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی کے راز یا نجی باتیں دوسروں تک پہنچائی جائیں تو اس سے بداعتمادی پیدا ہوتی ہے، دل دکھتے ہیں اور آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن حبانؒ (متوفی ۳۵۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

لِأَنَّ السِّرَّ أَمَانَةٌ وَإِفْشَاؤُهُ خِيَانَةٌ۔[24]

ترجمہ: "کیونکہ راز ایک امانت ہے اور اس کا افشا کرنا خیانت ہے۔"

یہ مختصر لیکن بہت اہم قول اسلام میں راز داری کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ کہ کسی کے راز کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا صرف ایک بری عادت نہیں بلکہ امانت میں خیانت بھی ہے۔ جس طرح کسی کے مال یا سامان میں خیانت ناجائز ہے، اسی طرح کسی کے راز کو اس کی اجازت کے بغیر ظاہر کرنا بھی اعتماد شکنی اور خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی لئے تو علامہ طرطوشیؒ تحریر فرماتے ہیں:

قُلتُ: وَإِذَا كَانَتْ أَمَانَةً حُرِمَتْ فِيهَا الْخِيَانَةُ كَالْأَمَانَةِ فِي الْأَمْوَالِ۔[25]

"میں کہتا ہوں کہ جب کسی کا راز امانت ہے تو اسے ظاہر کرنا یا اس میں خیانت کرنا جائز نہیں۔ جس طرح کسی کے مال کی امانت میں خیانت کرنا حرام ہے، اسی طرح کسی کے راز کو فاش کرنا بھی غلط اور ناجائز ہے۔"

اب یہ بات سمجھاتی ہے کہ راز بھی ایک امانت ہوتا ہے، اس لیے جس طرح دوسری امانتوں کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح راز کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس عبارت میں راز اور مالی امانت کے درمیان ایک خوبصورت مشابہت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح امانت میں دیا گیا مال مالک کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح کسی کے راز کو بھی اس کی اجازت کے بغیر دوسروں تک پہنچانا درست نہیں۔ دونوں صورتوں میں اعتماد مجروح ہوتا ہے اور امانت داری کے تقاضے پامال ہوتے ہیں۔ اسی لئے علامہ عینی شرح بخاری کے اندر "باب حفظ السر" کی تشریح میں یوں رقمطراز ہیں:

حِفْظُ السِّرِّ تَعْنِي تَرْكَ إِفْشَائِهِ وَإِظْهَارِهِ لِأَنَّهُ أَمَانَةٌ وَحِفْظُ الْأَمَانَةِ وَاجِبٌ، وَذَلِكَ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِينَ-[26]

راز محفوظ رکھنے کا مطلب عدم افشا و اظہار ہے اور یہ اس لیے کہ راز ایک امانت ہے۔ تو راز محفوظ رکھنا واجب ہوا۔ اور اس کا محفوظ رکھنا مؤمنوں کے اخلاق میں سے ہے۔

اسلام میں امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ جس طرح مال، اشیاء اور ذمہ داریاں امانت ہوتی ہیں، اسی طرح لوگوں کے راز، نجی معاملات اور ذاتی معلومات بھی امانت شمار ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص اعتماد کے ساتھ اپنی بات کسی کے سامنے بیان کرتا ہے تو وہ درحقیقت اس کے حسنِ اخلاق اور امانت داری پر بھروسہ کر رہا ہوتا ہے اس اعتماد کو برقرار رکھنا ایک سچے مؤمن کی اہم خوبی ہے۔ یہ عبارت اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ راز داری اچھے اخلاق کا حصہ ہے اور ایک مؤمن کو دوسروں کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ سچا مؤمن دوسروں کی عزت، وقار اور اعتماد کا خیال رکھتا ہے اور ان کی پوشیدہ باتوں کو عام کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اس کے برعکس راز افشا کرنا بداعتمادی، دل آزاری اور معاشرتی فساد کا سبب بنتا ہے۔

درج بالا بحث کا خلاصہ درج ذیل الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

اسلامی تعلیمات کے مطابق راز داری ایک بہت اچھی عادت ہے اور امانت داری کا ایک اہم جزو ہے۔ نبی آخر الزمان نے فرمایا کہ لوگوں کی آپس کی باتیں، ذاتی معاملات اور وہ باتیں جنہیں کوئی شخص دوسروں کو بتانا پسند نہ کرے، امانت ہوتی ہیں۔ اس لیے ایسے راز دوسروں کو نہیں بتانے چاہییں بلکہ انہیں محفوظ رکھنا چاہیے۔ اس لیے انہیں بلا ضرورت کسی دوسرے کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے ان باتوں کو محفوظ رکھنا ضروری ہے، چاہے اس شخص نے انہیں راز رکھنے کے لیے واضح طور پر نہ بھی کہا ہو۔ اس لیے دوسروں کے رازوں کو محفوظ رکھنا، انہیں بلا اجازت افشا نہ کرنا اور ان کے اعتماد کی حفاظت کرنا مؤمن کے اعلیٰ اخلاق میں شامل ہے۔ راز کا افشا کرنا امانت میں خیانت کے مترادف ہے، جس طرح مالی امانت میں خیانت ناجائز اور حرام ہے۔ تاہم اسلام راز داری کو مطلق نہیں بناتا؛ اگر کسی خفیہ بات کا تعلق ناحق قتل، حرام کاری، کسی کے مال پر ناجائز قبضے یا ایسے معاملات سے ہو جن سے افراد یا معاشرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں اس راز کو چھپانا ضروری نہیں رہتا۔ اس طرح اسلام ایک متوازن اصول پیش کرتا ہے جس کے مطابق جائز رازوں کی حفاظت واجب، جبکہ ظلم، جرم اور فساد کو چھپانا ناجائز ہے۔ یہی طرزِ عمل باہمی اعتماد، سماجی استحکام، اخلاقی پاکیزگی اور مؤمنانہ کردار کی بنیاد بنتا ہے۔

رازداری فعلی احادیث کے ذریعے:

اسلامی تعلیمات میں رازداری کو ایک بنیادی اخلاقی قدر اور امانت داری کا اہم تقاضا تسلیم کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل کے ذریعے یہ تعلیم دی کہ حساس معاملات، اہم منصوبوں اور لوگوں کے نجی امور کی حفاظت کی جائے اور انہیں بلاضرورت دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ کا فعل اس بات کا بہترین نمونہ تھا کہ اعتماد کی حفاظت اور رازوں کی نگہداشت ایک ذمہ دار شخصیت کی نمایاں صفت ہے۔

سیرتِ نبوی سے یہ سبق ملتا ہے کہ فرد، خاندان، معاشرے اور ریاست سے متعلق اہم معلومات کو امانت سمجھ کر محفوظ رکھنا چاہیے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے اعتماد کا احترام کرتے ہیں تو باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرے میں ہم آہنگی اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس راز افشا کرنے سے بداعتمادی، اختلاف اور نقصان کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ رازداری دراصل حسنِ اخلاق، دانش مندی اور ذمہ داری کی علامت ہے۔ اسی بنا ر نبی آخر الزمان اہم معاملات میں ہمیشہ حکمت اور احتیاط کو ملحوظ رکھتے تھے۔ خاص طور پر ایسے مواقع پر جہاں مسلمانوں کے مفادات، سلامتی یا اجتماعی کامیابی کا معاملہ درپیش ہوتا، آپ ﷺ ضروری معلومات کو محدود دائرے میں رکھتے تاکہ کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔

غزوات اور دیگر اہم مہمات کے دوران بھی آپ علیہ السلام ناقابل یقین بصیرت اور احتیاط کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ بسا اوقات آپ ﷺ سفر یا مہم کی اصل سمت اور مقصد کو عام نہیں ہونے دیتے تھے تاکہ مخالفین مسلمانوں کی تیاریوں اور منصوبوں سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد دھوکا دینا نہیں بلکہ مسلمانوں کی حفاظت، کامیابی اور اجتماعی مفاد کو یقینی بنانا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں رازداری کا اصول نہ صرف انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی اور قومی معاملات میں بھی انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

قَلِمَا يُرِيدُ غَزْوَةً يُغَازِيهَا إِلَّا وَرَّاها بِغَيْرِهَا۔[27]

نبی کریم ﷺ جب کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو بعض اوقات توریہ فرماتے تھے۔ توریہ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات کہنا جس کا ظاہری مطلب کچھ اور ہو، لیکن اصل مراد کچھ اور ہو۔ اس کا مقصد راز کو محفوظ رکھنا اور دشمن کو اصل منصوبے سے بے خبر رکھنا ہوتا تھا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی آخر الزمان جنگ کے معاملات میں بہت سمجھ داری اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ آپ ﷺ دشمن کو اپنے اصل منصوبے اور جانے کی جگہ کے بارے میں معلوم نہیں ہونے دیتے تھے، تاکہ مسلمان محفوظ رہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔ تاکہ مہم کامیابی سے مکمل ہو سکے۔ کبھی آپ ﷺ کسی دوسری سمت کا ذکر فرماتے، جبکہ اصل مقصد دوسری جگہ ہوتا تھا۔ یہ جھوٹ نہیں تھا بلکہ جنگی حکمتِ عملی اور جائز رازداری کا طریقہ تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہم اجتماعی، انتظامی اور دفاعی معاملات میں رازداری اختیار کرنا ضروری ہے۔ منصوبوں کو وقت سے پہلے ظاہر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس سے کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ جب اجتماعی مفاد کا تقاضا ہو تو ضروری معلومات کی حفاظت کرنی چاہیے اور انہیں بلاضرورت دوسروں تک نہیں پہنچانا چاہیے۔

اسی وجہ سے علامہ ماوردیؒ لکھتے ہیں:۔

وَجَبَ عَلَيْهِ فِي جَلَالَتِهِ مُرْتَبَتُهُ وَرِفْعَتُهُ مَنْزِلَتُهُ أَنْ يُعَوِّدَ نَفْسَهُ كِتْمَانَ السِّرِّ فَلَا يَطَّلِعَ عَلَيْهِ أَحَدٌ-[28]

ترجمہ: "جس شخص کا مرتبہ بلند ہو اور جس کی ذمہ داریاں بڑی ہوں، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو راز چھپانے کا عادی بنائے تاکہ کوئی غیر متعلق شخص اس راز سے آگاہ نہ ہو۔"

اس عبارت میں رازداری کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ جو شخص کسی اعلیٰ منصب، قیادت یا ذمہ داری پر فائز ہو، اسے اپنے معاملات اور امانت میں دی گئی معلومات کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کیونکہ بڑے عہدوں پر فائز افراد کے فیصلے اور منصوبے اکثر افراد، جماعتوں اور معاشروں کے مفاد سے متعلق ہوتے ہیں۔ اگر وہ رازوں کی حفاظت نہ کریں تو نقصان، بداعتمادی اور فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس عبارت سے عصر حاضر کے لوگوں، خصوصاً حکومتی عہدیداروں، اداروں کے سربراہان، اساتذہ، علماء اور دیگر ذمہ دار افراد کو یہ سبق ملتا ہے کہ انہیں اپنے سپرد کی گئی معلومات، منصوبوں اور رازوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی کثرت کے باعث معلومات بہت تیزی سے پھیل جاتی ہیں، اس لیے غیر ذمہ دارانہ طور پر راز افشا کرنا افراد، اداروں اور معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کامیاب قیادت اور مؤثر انتظام کا تقاضا ہے کہ حساس اور امانت میں دی گئی معلومات کو محفوظ رکھا جائے، صرف متعلقہ افراد تک محدود رکھا جائے اور ہر معاملے میں امانت داری، حکمت اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے۔ یہی طرز عمل اعتماد، استحکام اور اجتماعی مفاد کے تحفظ کا ذریعہ بنتا ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو چند مہاجر صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ ایک خاص ذمہ داری سونپی اور انہیں اس قافلے کا امیر مقرر فرمایا۔ روانگی کے وقت آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریر بند حالت میں دی اور ہدایت فرمائی کہ اسے فوراً نہ کھولیں بلکہ دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد اس کا مطالعہ کریں۔ ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ مقررہ وقت سے پہلے اس کے مندرجات سے کسی کو آگاہ نہ کیا جائے۔

جب طے شدہ مدت پوری ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے خط کھولا۔ اس میں آئندہ سفر کے بارے میں ضروری رہنمائی اور مہم کے مقاصد درج تھے۔ اس کے بعد انہوں نے انہی ہدایات کے مطابق اپنی ذمہ داری انجام دی۔

یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی دور اندیشی، حکمت اور رازداری کے اصولوں کی بہترین مثال پیش کرتا ہے۔ آپ ﷺ اہم معاملات میں معلومات کو ضرورت کے مطابق محدود رکھتے تھے اور ہر فرد کو صرف اتنی ہی تفصیلات بتاتے تھے جتنی اس کے فرائض کی ادائیگی کے لیے ضروری ہوتی تھیں۔ اس طرزِ عمل سے نہ صرف منصوبوں کی حفاظت ممکن ہوتی تھی بلکہ غیر ضروری افواہوں اور معلومات کے پھیلاؤ سے بھی بچاؤ رہتا تھا۔

اس واقعے سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ کامیاب قیادت کے لیے احتیاط، نظم و ضبط اور معلومات کے درست استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب اہم امور کو ذمہ داری اور امانت داری کے ساتھ محفوظ رکھا جائے تو منصوبے زیادہ مؤثر انداز میں مکمل ہوتے ہیں اور ان کے مقاصد حاصل کرنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اجتماعی مفاد اور سلامتی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم معاملات میں رازداری اور حکمتِ عملی کو خصوصی اہمیت دیتے تھے۔

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اہم منصوبوں اور ذمہ داریوں میں احتیاط سے رازداری اختیار کرنا کامیابی کے لیے بہت ضروری ہے۔

وَأَمَرَهُ أَلَّا يَنْظُرَ فِي الْكِتَابِ حَتَّى يَسِيرَ يَوْمَيْنِ- ثُمَّ يَنْظُرَ فِيهِ، فَيَمْضِيَ لِمَا أَمَرَهُ بِهِ- وَلَا يَسْتَكْرِهَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ[29].

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے فرمایا" دو دن کا سفر کرنے کے بعد یہ خط کھولنا، پھر اس میں جو ہدایت لکھی ہو اس پر عمل کرنا، اور اپنے کسی ساتھی کو اس کام کے لیے مجبور نہ کرنا۔"

جب دو دن کا سفر مکمل ہوا تو حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے خط کھولا۔ اس میں لکھا تھا کہ مقام نخلہ تک جائیں، جو مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، اور وہاں قریش کی سرگرمیوں اور منصوبوں کی خبر حاصل کر کے مدینہ اطلاع بھیجتے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے اس حکم پر عمل کیا۔ جب انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اس مہم کے بارے میں بتایا تو تمام بارہ صحابہؓ نے خوشی سے ان کا ساتھ دینے اور اس مہم میں شریک رہنے کا فیصلہ کیا۔[30]

اس واقعے نے واضح کیا، کہ نبی کریم ﷺ بہت سمجھ داری، احتیاط اور اچھی منصوبہ بندی سے کام لیتے تھے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ بعض اہم معاملات میں لوگوں کو صرف اتنی ہی معلومات دینی چاہییں جتنی ان کے لیے ضروری ہوں، تاکہ کام محفوظ طریقے سے اور کامیابی کے ساتھ مکمل ہو سکے، تاکہ منصوبہ وقت سے پہلے ظاہر نہ ہو اور کامیابی سے مکمل ہو سکے۔

یہ حدیث ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ ایک اچھا قائد سوچ سمجھ کر فیصلے کرتا ہے، پہلے سے منصوبہ بندی کرتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے حقوق اور آزادی کا احترام کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ تعلیمات آج بھی سماجی، انتظامی اور حکومتی معاملات میں بہت مفید اور قابلِ عمل ہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ :۔

مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ-[31]

"جو شخص کسی دوسرے کا خط یا ذاتی پیغام اس کی اجازت کے بغیر دیکھتا ہے، وہ ایسا کام کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی آ سکتی ہے۔"

یہ حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ کسی دوسرے شخص کی لکھی ہوئی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں پڑھنا چاہیے، چاہے وہ ذاتی خط ہو، کوئی نوٹ ہو یا کوئی اور تحریر۔ جب تک اس کا مالک اجازت نہ دے، اس کی تحریر کو دیکھنا درست نہیں، کیونکہ یہ اس کی ذاتی بات اور امانت ہوتی ہے۔

فعلی احادیث کا خلاصۃ البحث :

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ راز داری کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ اہم باتیں اور منصوبے صرف انہی لوگوں کو بتاتے تھے جن کے لیے ان کا جاننا ضروری ہوتا تھا۔ خاص طور پر جنگوں اور اجتماعی معاملات میں آپ ﷺ احتیاط کرتے تھے تاکہ دشمن کو منصوبوں کی خبر نہ ہو اور کام کامیابی سے مکمل ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو سکھایا کہ امانت کی حفاظت کریں، دوسروں کے راز محفوظ رکھیں اور اپنی ذمہ داریاں دیانت داری کے ساتھ ادا کریں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی کہ اہم معاملات میں باہمی مشورہ کرنا چاہیے۔ اس سے لوگوں کے درمیان اعتماد اور محبت بڑھتی ہے، بہتر فیصلے ہوتے ہیں اور کام زیادہ اچھے انداز میں انجام پاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ راز داری اسلام کی ایک اہم تعلیم ہے۔ ہر مسلمان کو دوسروں کے راز محفوظ رکھنے چاہییں اور امانت داری کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہییں۔

۔اس پر عمل کرنے سے اہم معاملات محفوظ رہتے ہیں، منصوبے کامیاب ہوتے ہیں، لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد بڑھتا ہے اور معاشرے میں امن، اتحاد اور استحکام قائم رہتا ہے۔

نتائج البحث:

1۔اسلام نے رازداری کو ایک اہم اخلاقی اور دینی قدر قرار دیا ہے اور دوسروں کے راز کی حفاظت کو امانت سے تعبیر کیا ہے۔

2۔بلا ضرورت راز افشا کرنا فساد، بداعتمادی اور معاشرتی انتشار کا سبب بنتا ہے، اسی لیے شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔

3۔رازداری کے حوالے سے اسلام ایک متوازن اصول پیش کرتا ہے جس کے مطابق جائز رازوں کی حفاظت واجب، جبکہ ظلم، جرم اور فساد کو چھپانا ناجائز ہے۔

4۔قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین اور اسلام دشمن عناصر خفیہ سرگوشیوں، افواہوں اور راز افشا کرنے کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے، جس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

5۔قولی احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو، نجی معاملات اور وہ باتیں جن کے ظاہر ہونے کو صاحبِ بات پسند نہ کرے، امانت کی حیثیت رکھتی ہیں، خواہ اس نے صراحتاً انہیں راز رکھنے کی تلقین نہ بھی کی ہو۔

6۔فعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اہم معاملات، خصوصاً جنگوں اور اجتماعی کاموں میں رازداری کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ اہم معلومات صرف ضرورت کے مطابق لوگوں تک پہنچاتے تھے تاکہ منصوبے محفوظ رہیں، کامیابی سے مکمل ہوں اور دشمن کو پہلے سے ان کی اطلاع نہ مل سکے۔ اس سے آپ ﷺ کی حکمت، دور اندیشی اور بہترین انتظامی صلاحیت واضح ہوتی ہے۔

7۔جو افراد دفاع ملک و ملت پر مامور کئے گئے ہیں وہ ملک و ملت کے وفادار ہوں اور اسلام پر پوری طرح یقین رکھنے والے ہوں۔ تاکہ ملک و ملت کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔

تجاویز و سفارشات:

1۔قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے تاکہ لوگ یہ سمجھ سکیں کہ راز کی حفاظت صرف اخلاقی نہیں بلکہ شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ ایسے مواقع پر جہاں راز افشاء کرنا ناگزیر ہو (مثلاً کسی بڑے نقصان سے بچاؤ)، وہاں حکمت، ضرورت اور حدودِ شرع کو مدنظر رکھا جائے۔

2۔معاشرے میں افواہوں، غیبت اور بہتان جیسے برے اوصاف کے خلاف شعور بیدار کیا جائے، اور تقویٰ، دیانت داری اور ذمہ داری جیسے اچھے اوصاف کی طرف توجہ دلائی جائیں تاکہ لوگ خود احتسابی کے ذریعے رازداری کی پاسداری کریں۔

3۔علماء اور خطباء جمعہ کے خطبات میں لوگوں کو عملی مثالوں کے ذریعے یہ سکھایا جائے کہ کن حالات میں راز کو محفوظ رکھنا ضروری ہے اور کن حالات میں محدود افشاء جائز ہو سکتا ہے۔

4۔میڈیا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو ذمہ دارانہ کردار ادا کرتے ہوئے لوگوں کی نجی زندگی کا احترام کرنا چاہیے۔ تاکہ معاشرے میں امن اور اعتماد کی فضا قائم ہو سکیں۔

5۔حکومت کو چاہیے کہ وہ رازداری کے تحفظ کے لیے جامع سائبر اور ڈیٹا پروٹیکشن قوانین بنائے اور ان پر سختی سے عمل درآمد کروائے۔

6۔قومی سلامتی اور عوامی مفاد کے معاملات میں بھی معلومات کے افشاء کے لیے واضح اصول اور حدود مقرر کیے جائیں۔ اور رازداری کے اصولوں کی خلاف ورزی پر سخت احتساب کا نظام قائم کیا جائے۔

7۔نصابِ تعلیم میں اسلامی اخلاقیات کے تحت رازداری اور امانت داری کے موضوعات کو شامل کیا جائے۔ مدارس اور جامعات میں اس موضوع پر تحقیقی مباحث اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔تاکہ عوامی سطح پر شعور پیدا ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ملوحی، صالح بن عبد اللہ، نضرۃ النعیم فی مکارم الاخلاق الرسول الکریم، دار الوسیلۃ، جدہ، 2006ء، ج8، ص4023

[2] المناوی، عبد الرؤوف بن تاج العارفین، التوقیف علی مہمات التعاریف، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ، ج۱، ص۲۰۴

[3] ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، ادب الحوزہ، 1405ھ، ج۴، ص357

[4] ملوحی، صالح بن عبد اللہ، نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم، ج8، ص3206

[5] التوبہ، 47

[6] ماوردی، علی بن محمد ابو لحسن، اَلنُّکت ولعیون، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج3، ص369

[7] ابو فدا اسمٰعیل اِبْنِ کثیرِ، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، خذیفہ اکیڈیمی لاہور، 2001ء، ج2، ص480

[8] بغدادی، محمود الوسی، تفسیر رُوحُ الْمَعَانِي، دار الفکر بیروت، 1978، ج14، ص151

[9] اصلاحی امین احسن، تدبر قرآن، انجمن خدام القرآن لاہور، 1976ء، ج3، ص588

[10] عبد الطیف، حافظ، تفسیر کاشفُ البَیَانِ، محمد علی خان ہوتی مردان، س ن، ج2 ص521

[11] التحریم، 3

[12] الشامی، محمد بن یوسف، امام، سُبُلُ الْهُدَى وَالرَّشَادِ فِي سِيرَةِ خَيْرِ الْعِبَادِ، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2007ء، ج3، ص231

[13] الانفال، 30

[14] آل عمران، 72

[15] التوبہ، 16

[16] الخطیب الشربینی، الامام، السراج المنیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت 2004ء، ج2، ص370

[17] وہبۃ الزحیلی، ڈاکٹر، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعہ والمنہج، دار الفکر دمشق، شام 1991ء، ج10، ص134

[18] سواتی، مولانا عبد الحمید، معالم العرفان فی دروس القرآن، فاروق گنج گوجرانوالہ، 1998ء، ج8، ص274

[19] شوکانی محمد بن علی، فتح القدیر، مصطفی البابی الحلبی مصر، 1350ھ، ج2، ص326

[20] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، دار احیاء التراث العربی بیروت، باب 3 باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، ج1، ص10

[21] البیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1410ھ، ج13، ح10677، ص500

[22] سجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، ج4، ح4869، ص268

[23] شیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسستہ قرطبہ، قاہرہ، ج6، ح2754، ص445

[24] محمد بن حبان، امام، روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء، ذکر الحث علی لزوم کتمان السر، ص ۳۱۳

[25] مالکی، محمد بن الولید، سراج الملوک، الباب الثالث والثلاثون فی کتمان السر، من اوائل المطبوعات العربیہ، مصر، س ن، ج ۲، ص418

[26] عینی، محمود بن احمد، عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری دار احیاء التراث العربیہ بیروت، س ن، ج22، باب حفظ السر، ص268

[27] البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، باب 4، ح2948، ص48

[28] النصیحۃ الملوک، الماوردی، علی بن محمد، شام، تحصیل العلوم الدینیۃ، 1988ء، ص 771

[29] ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر جوزی، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان، 1986ء، ج 3، ص 268

[30] محمد احمد باشمیل مترجم اختر فتح پوری، غزوہ موتہ، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، 1986، ص 277

[31] سجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ باب الدعاء، ج 2، ح 1485، ص 607